Al-Azhār

Volume 9, Issue 2 (July-December, 2023)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/21
URL https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/500
Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.12696703

Title The Legal Status of Taqlid in the Sight of the Sahabah,Taba'een,Imams and Muhaddiseen

Author (s): Hafiz Abdullah,Abbas Khan,Rafiullah

Received on: 26 June, 2023
Accepted on: 27 November, 2023
Published on: 25 December, 2023

Citation: Hafiz Abdullah,Abbas Khan,Rafiullah."The Legal Status of Taqlid in the Sight of the Sahabah,Taba'een,Imams and Muhaddiseen,"" Al-Azhār: 9 No.2 (2023):97-113

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

تقلید کی شرعی حیثیت صحابہ،تابعین،آئمہ اکرم اور محدثین کی نظر میں

The Legal Status of Taqlid in the Sight of the Sahabah,Taba'een, Imams and Muhaddiseen

*Hafiz Abdullah
**Abbas Khan
***Rafiullah

Abstract:

There are three things in Islam: Firstly, to make a clear decision based on the Quran and Hadith, without considering anyone's opinion or fatwa. Secondly, if a decision cannot be made from the Quran and Hadith regarding a issue, then to prefer the decision of the predecessors (Shabah) over one's own opinion. Thirdly, if one is not aware of the Quran and Hadith, then to ask about the issue without hesitation, because this is the true Islam that the Prophet Muhammad (peace be upon him) brought from Allah, and this is what he left the Sahabah with. The more one deviates from this approach, the farther they will be from the truth, and the closer they will be to the truth, the more they will follow this approach.

Keywords: *Legal, Taqlid, Islam, Shabah, Muhaddiseen, Imams, Taqlid*

*Sheikh Zayed Islamic Centre Punjab University, Lahore
**M.Phil. Scholar, Shaikh Zayed Islamic Centre (SZIC), University of Peshawar
***M.Phil. Scholar, Shaikh Zayed Islamic Centre (SZIC), University of Peshawar

اسلام میں تین باتیں ہیں ایک یہ کہ قرآن وحدیث کا صاف فیصلہ ہوتے ہوئے کسی کے قول یا فتویٰ کی رعایت نہ رکھے دوسری یہ کہ اگر کسی مسئلہ میں قرآن وحدیث سے فیصلہ نہ ملے تو وہاں پہلے لوگوں کے فیصلہ کو اپنے رائے پر مقدم کرے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر خود قرآن وحدیث سے واقف نہ ہو تو بغیر التزام تعیین مذہب کے کسی مسئلہ قرآن وحدیث کا پوچھ لے بس یہی حقیقی اسلام ہے اور یہی رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے تھے۔اور اسی پر صحابہ کو چھوڑ کر رخصت ہوئے اب جتنا کوئی اس روش سے ہٹے
گا اتنا ہی حق سے دور ہوگا اور جتنا اس سے نزدیک ہوگا اتنا ہی حق سے نزدیک ہوگا

1. خلیفہ اول حضرت ابو بکرؓ کا طریق

شاہ ولی اللہ صاحب انصاف کے ص 38 لغایت ص 40 میں بحوالہ دارمی لکھتے ہیں۔

"كان ابو بكر اذا ورد عليه الخصم نظرفی كتا ب الله فان وجد فيه ما يقضى بينهم قضى به وان لم يكن فی الكتاب وعلم من رسو ل الله ﷺ سنة قضى به فان اعياه خرج فسال المسلمين فربما اجتمع عليه النفر كلهم يذكر من رسول الله ﷺ فيه قضاء فيقول الحمد الله الذی جعل فينا من يحفظ على نبينا فان اعياه ان يجد فيه سنة من رسول الله جمع رؤس الناس وخيا رهم فاستشارهم فاذا اجتمع رايهم على امر قضى به"(1)

”یعنی حضرت ابو بکر صدیق کے پاس جب کوئی جھگڑا آتا تو اللہ کی کتاب میں نظر کرتے اگر اس میں پاتے تو اس کے ساتھ فیصلہ کرتے اگر کتاب اللہ میں نہ پاتے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث معلوم ہوتی تو اس کے ساتھ فیصلہ کرتے اگر حدیث بھی معلوم نہ ہوتی تو باہر نکل کر مسلمانوں سے دریافت کرتے دریافت کرنے سے بعض دفعہ کئی شخص ایسے مل جاتے جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ذکر کرتے حضرت ابو بکر صدیق کہتے خدا کا شکر ہے کہ ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جن کو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے حفظ ہیں اگر رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہ ملتی تو بڑے لوگوں کو اور بہتر ان کے کو جمع کرکے مشورہ لیتے پس جب کسی بات پر ان کی رائے متفق ہو جاتی تو اس کے ساتھ فیصلہ کرتے۔“

2. خلیفہ ثانی عمر بن خطابؓ کا طریق

"وعن شريح ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه كتب اليه ان جاءک شیء فی كتاب الله فاقض به ولا يلتفتک عنه الرجال فان جاءک ما ليس فی كتا ب الله فانظر سنة رسو ل

الله فاقض بها فان جاءک ما ليس فی کتا ب الله ولم يکن فيه سنة رسو ل الله ﷺ فانظر ما اجتمع عليه الناس فخذ به وان جاءک ما ليس فی کتاب الله ولم يکن فيه سنة رسو ل الله ﷺ ولم يتکلم فيه احد قبلک فاختر ای الامرين شئت ان شئت ان تتاخر فتاخر ولا اری الا خير ا لک "(2)

”اور شریح سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے میری طرف لکھا کہ اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جو کتاب اللہ میں ہو تو اس کے ساتھ فیصلہ کرو اس سے تمہیں لوگ نہ پھیر دیں اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو اور اس کے ساتھ فیصلہ کرو اگر نہ کتاب اللہ میں ہو نہ اس میں سنت رسول اللہ ﷺ ہو تو جس بات پر لوگوں کا اجتماع ہو اس کو لو۔ اگر نہ کتاب اللہ میں ہو نہ اس میں سنت رسول اللہ ﷺ ہو نہ تجھ سے پہلے اس میں کسی نے کلام کی ہو تو دو باتوں سے جو نسی بات چاہو اختیار کرو اگر اپنی رائے کے ساتھ اجتہاد کرکے آگے بڑھنا چاہو تو آگے بڑھو اگر پیچھے ہٹنا چاہو تو پیچھے ہٹ جاؤ لیکن پیچھے ہٹنا میں تمہارے لئے بہتر دیکھتا ہوں۔“

3. عبداللہ بن مسعودؓ کا طریق

"وعن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال اتی علينا زمان لسنا نقضی ولسنا هنالک وان الله قدر من الامران قد بلغنا ما ترون فمن عرض له قضاء بعد اليوم فليقض فيه بما فی کتا ب الله عزوجل فان جاءه ما ليس فی کتا ب الله فليقض بما قضی به رسو ل الله ﷺ فان جاءه ما ليس فی کتا ب الله ولم يقض به رسو ل الله ﷺ فليقض بما قضی به الصالحون ولايقل انی اخال وانی اری"(3)

”اور عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم پر ایک زمانہ آیا تھا کہ نہ ہم فیصلہ کرتے تھے نہ فیصلہ کرنے کے لائق تھے اور تقدیر الٰہی میں یہ تھا کہ ہم اس مرتبہ کو پہنچیں جو تم آج دیکھ رہے ہو پس جس کو آج کے بعد کوئی ایسا فیصلہ پیش آجائے جو کتاب اللہ میں ہو تو اس کے ساتھ فیصلہ کرے اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے ساتھ فیصلہ کرے اگر نہ کتاب اللہ میں ہو نہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ فیصلہ کیا ہو تو نیک لوگوں کے فیصلے کے ساتھ فیصلہ کرے اور یوں نہ کہے کہ میرا خیال اس طرح ہے اور میری رائے یہ ہے۔“

4. ابن عباسؓ کا طریق

"وكان ابن عباس اذا سئل عن الامر وكان فی القرآن اخبر به وان لم يكن فی القرآن وكان عن رسول الله ﷺ اخبر به فان لم يكن فعن ابی بكر رضی الله عنه وعمر رضی الله عنه فان لم يكن فيه قال برءيه (انتہیٰ ملخصاً)" (4)

''اور ابن عباس جب کوئی مسئلہ پوچھے جاتے جو قرآن مجید میں موجود ہوتا تو اس کے ساتھ خبر دیتے۔اگر قرآن میں نہ ہوتا اور رسول اللہ ﷺ سے ہوتا تو اس کے ساتھ خبر دیتے اگر رسول اللہ ﷺ سے بھی نہ ہوتا تو ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم سے خبر دیتے۔اگر ان سے بھی نہ ہو تو اپنے رائے سے کہتے۔''

■ تقلید کی شرعی حیثیت:

علامہ شوکانی ' القول المفید ' میں لکھتے ہیں:

"وَقَالَ سَنَد بن عنان الْمَالِكِي فِي شَرحه على مدونة سَحْنُون الْمَعْرُوفَة بِالْأُمِّ مَا لَفظه أما مُجَرّد الِاقْتِصَار على مَحْض التَّقْلِيد فَلَا يرضى بِهِ رجل رشيد وَقَالَ أَيْضا نفس الْمُقَلّد لَيْسَ على بَصِيرَة وَلَا يَتَّصِف من الْعلم بِحَقِيقَة إِذْ لَيْسَ التَّقْلِيد بطرِيق إِلَى الْعلم بوفاق أهل الرفاق وَإِن توزعنا فِي ذَلِك أبدينا برهانه فَنَقُول قَالَ الله تَعَالَى {فاحكم بَين النَّاس بِالْحَقِّ} وَقَالَ {فِيمَا آتاك الله} وَقَالَ {وَلَا تقف مَا لَيْسَ لَك بِهِ علم} وَقَالَ {وَأَن تقولُوا على الله مَا لَا تعلمُونَ} وَمَعْلُوم أَن الْعلم هُوَ معرفَة الْمَعْلُوم على مَا هُوَ بِهِ فَنَقُول للمقلد إِذا اخْتلفت الْأَقْوَال وتشعبت من أَيْن تعلم صِحَة قَول من قلدته دون غَيره أَو صِحَة قربَة على قربَة أُخْرَى وَلَا يبدر كلَاما فِي ذَلِك إِلَّا انعكس عَلَيْهِ فِي نقيضه سِيمَا إِذا عرض لَهُ ذَلِك فِي مزية لإِمَام مذْهبه الَّذِي قَلّدهُ أَو قربه يُخَالِفهَا لبَعض أَئِمَّة الصَّحَابَة إِلَى أَن قَالَ أما التَّقْلِيد فَهُوَ قبُول قَول الْغَيْر من غير حجَّة فَمن أَيْن يحصل بِهِ علم وَلَيْسَ لَهُ مُسْتَند إِلَى قطع "(5)

''یعنی محض تقلید پر کفایت کرنا اس کو تو کوئی دانا نہیں کرتا اور مقلد بینائی پر نہیں اور نہ مقلد حقیقت میں علم سے موصوف ہو سکتا ہے کیونکہ تقلید بالاتفاق علم کا راستہ نہیں اگر کوئی دلیل مانگے تو ہم کہیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور فرماتا ہے اسی شئی کے ساتھ فیصلہ کرو جو اللہ تیری رائے میں ڈالے اور فرماتا ہے اللہ پر وہ بات نہ کہو جو تم نہیں جانتے اور یہ بات ظاہر ہے کہ علم معرفت معلوم کا نام ہے اس حال پر جس حال پر وہ ہو پس ہم مقلد کو کہتے ہیں جب اختلاف ہو جائے تو تجھے اپنے امام کے قول کی صحت اور ایک عبادت کی دوسری عبادت پر ترجیح کس طرح معلوم ہے۔ مقلد آگے سے جواب میں جو کچھ کہے گا وہ اسی پر لوٹ جائے گا (کیونکہ جب وہ دلیل دے گا تو اس کو کہا جائے گا کہ جس کے اندر استدلال کا مادہ ہوتا ہے وہ مقلد نہیں ہو سکتا

۔پس تیرا تقلید پر استدلال کرنا ہی تیرے دعویٰ کو توڑ رہا ہے) خصوصاً جبکہ ایسی گفتگو مقلد کے امام کی کسی فضیلت میں شروع ہو جائے۔(کیونکہ کسی امام کی فضیلت بحیثیت مجتہد ہونے کے مجتہد ہی معلوم کر سکتا ہے مقلد کو کیا معلوم کہ میرا امام اجتہاد میں زیادہ تھا یا کوئی اور) یا کسی عبادت میں گفتگو شروع ہو جائے۔جو بعض ائمہ صحابہ اس کے مخالف ہوں(کیونکہ عبادت کا معاملہ ذرا نازک ہے تو مقلد اس میں نہایت بعید ہے بہر حال تقلید کہتے ہیں کسی کا قول بغیر دلیل کے لینا) پس تقلید علم کا ذریعہ کس طرح بن سکتی ہے(اگر علم ہوتا تو تقلید کی ضرورت ہی نہ ہوتی) اور نہ تقلید کا اعتماد قطع پر ہے بلکہ شبہ پر ہے۔"

■ **تقلید بدعت ہے:**

"وھو ایضا فی نفسہ بدعۃ محدثۃ لانا نعلم بالقطع ان الصحابۃ رضوان اللہ علیھم لم یکن فی زمانھم وعصرھم مذھب لرجل معین یدرک اویقلد وانما کانوا یرجعون فی النوازل الی الکتاب والسنۃ اوالی ما یتمحض من النظر عند فقد الدلیل"(6)

"اور تقلید فی نفسہ بھی بدعت ہے محدث ہے کیونکہ ہم قطعاً جانتے ہیں کہ صحابہ کے زمانے میں کسی شخص کا مذہب معین نہیں تھا جو اس کو حاصل کیا جائے یا اس کی تقلید کی جائے اور سوا اس کے نہیں کہ حادثوں میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتے تھے جبکہ کتاب وسنت میں دلیل نہ ملتی۔"

5.تابعین کا طریق:

"وكذلك تابعهم ايضا يرجعون الى الكتاب والسنة فان لم يجد وانظروا ما اجمع عليه الصحابة فان لم يجدوا اجتهدوا واختار بعضهم قول صحابى فراه الا قوى فدين الله تعالىٰ"(7)

"اور اسی طرح تابعین کی حالت تھی وہ بھی کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتے تھے۔پس اگر کوئی مسئلہ کتاب وسنت میں نہ پاتے تو اس بات کو دیکھتے ہیں جس پر صحابہ کا جماع ہے اگر اجماع بھی نہ پاتے۔تو اپنے طور پر اجتہاد کرتے اور بعض ان کے صحابی کے قول کو لیتے پس اس کو اللہ کے دین میں اقوی سمجھتے۔"

6.ائمہ اربعہ کا طریق:

"ثم كان القرن الثالث و فيه كان ابوحنيفة و مالك والشافعى وابن حنبل فان مالكا توفى سنة تسع و سبعين ومائة وتوفى ابو حنيفة سنة خمسين ومائة وفى هذه السنة ولد الامام الشافعى ولد ابن حنبل سنة اربع و ستين مائة وكانوا على منهاج من مضى لم يكن فى عصرهم مذهب رجل معين يتدارسونه وعلى قريب مهم كان اتباعهم فكم من قولة لمالك

ونظر انه خالفه فيها اصحابه ولو نقلنا لك ذلك لخرجنا عن مقصود وذلك الكتاب ما ذاك الا لجمعهم الات الاجتهاد وقد قدرتهم على ضرور الاستنباطات ...ولقد صدق الله نبيه فى قوله خير القرون قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ذكر بعد قرنه قرنين والحديث فى صحيح البخارى"

''پھر تیسرا قرن ہوا اور اس میں ائمہ اربعہ تھے کیونکہ امام مالک 179 ھ میں فوت ہوئے۔ اور امام ابو حنیفہ 150 ھ میں فوت ہوئے اور اسی 150 ھ میں امام شافعی پیدا ہوئے اور امام احمد 164 ھ میں پیدا ہوئے یہ سب گزشتہ لوگوں کے طریق پر تھے ان کے زمانہ میں کسی شخص کا مذہب معین نہ تھا جس کا درس ہوا اور ان کے اتباع بھی انہی کے قریب تھے۔ امام مالک کے بہت اقوال اور اجتہادات ایسے ہیں جن میں ان کے اصحاب مخالف ہیں اگر ہم سب اقوال نقل کریں تو کتاب کے اصل مقصد سے نکل جائیں اس کا سبب یہی تھا کہ ان کو اسباب اجتہاج حاصل تھا اور استنباط کی قسموں پر قادر تھے (جو لوگ اماموں کے اصحاب کو اماموں کے مقلد کہتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس قول میں سچا کر دیا کہ بہتر زمانہ میرا ہے اور جو ان کے نزدیک ہیں پھر جو ان کے نزدیک ہیں اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے۔''

7. اجماع صحابہؓ:

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ص 360 میں ہے:

"اجمع الصحابة على ان من استفتى ابابكر وعمر اميرى المومنين فله ان يستفتى ابا هريرة ومعاذ بن جبل وغيرهما ويعمل بقولهم من غيرنكير "[8]

''صحابہؓ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص ابو بکرؓ اور عمرؓ سے فتویٰ پوچھے وہ ابو ہریرہؓ اور معاذؓ بن جبل اور ان کے سوا اوروں سے بھی فتویٰ پوچھ کر عمل کر سکتا ہے کسی کو اس سے انکار نہیں۔''

8. شاہ ولی اللہ کا فیصلہ:

شاہ ولی اللہ صاحب انصاف کے ص 59 میں لکھتے ہیں:

"قال ابن الهمام فى آخر التحرير كانوا يستفتون واحد او مرة غيره غير ملتزمين مفتيا واحد"[9]

''ابن ہمام فرماتے ہیں کہ کبھی کسی سے فتویٰ پوچھتے تھے کبھی کسی سے ایک مفتی کا التزام نہ تھا۔''

■ تقلید چوتھی صدی کے بعد کی پیداوار ہے:

شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ البالغہ لکھتے ہیں:

"اعْلَم أَن النَّاس كَانُوا قبل الْمِائَة الرَّابِعَة غير مُجْمِعِينَ على التَّقْلِيد الْخَالِص لمَذْهَب وَاحِد بِعَيْنِه، قَالَ أَبُو طَالب الْمَكِّيّ فِي قوت الْقُلُوب: إِن الْكتب والمجموعات محدثة، وَالْقَوْل بمقالات النَّاس، والفتيا بِمذهب الْوَاحِد من النَّاس، واتخاذ قَوْله، والحكاية لَهُ من كل شَيْء، والتفقه على مذْهبه - لم يكن النَّاس قَدِيما على ذَلِك فِي القرنين الأول وَالثَّانِي انْتهى.أَقُول وَبعد القرنين حدث فيهم شَيْء من التَّخْرِيج غير أَن أهل الْمِائَة الرَّابِعَة لم يَكُونُوا مُجْتَمعين على التَّقْلِيد الْخَالِص على مَذْهَب وَاحِد والتفقه لَهُ والحكاية لقَوْله كَمَا يظْهر من التتبع، بل كَانَ فيهم الْعلمَاء والعامة، وَكَانَ من خبر الْعَامَّة أَنهم كَانُوا فِي الْمسَائِل الاجماعية الَّتِي لَا اخْتِلَاف فِيهَا بَين الْمُسلمين أَو جُمْهُور الْمُجْتَهدين لَا يقلدون إِلَّا صَاحب الشَّرْع، وَكَانُوا يتعلمون صفة الْوضُوء وَالْغسْل وَالصَّلَاة وَالزَّكَاة وَنَحْو ذَلِك من آبَائِهِم أَو معلمي بلدانهم، فيمشون حسب ذَلِك، وَإِذا وَقعت لَهُم وَاقعَة استفتوا فِيهَا أَي مفت وجدوا من غير تعْيين مَذْهَب "(10)

”جان لے کہ چوتھی صدی سے پہلے لوگ مذہب معین کی تقلید خالص پر جمع نہ تھے۔ابو طالب مکی قوت القلب میں فرماتے ہیں کہ کتب اور مجموعات۔(مذہبی) بدعت ہیں اور لوگوں کے اقوال کا قائل نہیں اور لوگوں سے ایک شخص کے مذہب پر فتویٰ دینا اور اس کے قول کو لینا اور ہر مسئلہ پر اس کے قول کی حکایت کرنا اور اس کے مذہب کی فقہ حاصل کرنا قدیم زمانے کے لوگ اس پر نہ تھے۔یعنی قرن اول وثانی میں انتہی میں (شاہ ولی اللہ) کہتاہوں کہ قرن اول اور ثانی کے بعد ان میں کچھ تخریج (یعنی امام کے اقوال سے مسئلہ نکال کر بتلانا یہ بات ان میں)قدرے پیدا ہو گئی مگر پھر چوتھی صدی کے لوگ اس مذہب کی تقلید خالص پر اور اس کے اندر فقاہت پیدا کرنے اور اسی مذہب کے قول کی حکایت کرنے پر جمع نہ تھے جیسا کہ جستجو سے ظاہر ہے بلکہ ان میں علماء بھی تھے۔ اور عوام بھی۔عوام مسائل اتفاقیہ اور جمہور میں سوا صاحب شرع کے کسی کا پٹہ گلے میں نہیں ڈالتے تھے۔وضو ،غسل، نماز، زکوۃ وغیرہ کا طریقہ اپنے ماں باپ سے یا اپنے شہروں کے معلموں سے سیکھتے اور جب کوئی واقعہ پیش آتا تو سوا تعیین مذہب کے جس مفتی سے اتفاق پڑتا مسئلہ پوچھ لیتے۔“

■ **اہل حدیث کا مسلک:**

"وكان من خبر الخاصة انه كان اهل الحديث منهم يشغلون بالحديث فيخلص اليهم من احاديث النبى صلى الله عليهم وسلم واثار الصحابة ما لا يحتاجون معه الى شيئ آخر فى

المسئلة من حديث مستفيض او صحيح قد عمل به بعض الفقهاء ولا عذر لتارك العمل به او اقوال منظاهرة لجمهور الصحابة والتابعين مما لا يحسن مخالفتها فان لم يجد فی المسئلة وما يطمئن به قلب لتعارض النقل وعدم ضوح الترجيح ونحو ذلك رجع الى كلام بعض من مضى من الفقهاء فان وجد قولين اختار او ثقهما سواء كان من اهل المدينة او من اهل الكوفة وكان اهل التخريج منهم تخرجون فيما لا يجدونه ...مصرحا ويجتهدون فی المذاهب وكا هؤلاء ينسبرن الى مذهب اصحابهم فيقال فلان شافعی وفلان حنفی وكان صاحب الحديث ايضا قد ينسب الى احد المذاهب لكثرة موافقه به كالنسائی والبيهقی ينسبان الى الشافعی فكان لايتولى القضاء ولا الافتاء والا مجتهدون ولا يسمى الفقيه الامجتهدثم بعد هذه القرون كان ناس آخرون ذهبوا يمينا وشمالا لاوحدت فيهم امور منها الجدل والخلاف فی علم الفقه"[11]

’’اور خواص لوگ سے جو اہلحدیث تھے وہ حدیث کے ساتھ مشغول رہتے احادیث نبویہ اور آثار صحابہ ان کو اس قدر پہنچتے کہ کسی مسئلہ میں ان کو اور چیز کی احتیاج نہ رہتی حدیث مشہور یا صحیح پہنچتی جس پر فقہاء (مجتہدین) سے کسی نے عمل کیا ہو اور اس کے تارک کے لیے کوئی عذر نہ رہا ہو یا جمہور صحابہ اور تابعین کے اقوال پہنچتے جو ایک دوسرے کے مؤید ہیں جن کی مخالفت اچھی نہیں اگر کسی مسئلہ میں تعارض نقل کی وجہ سے اور کسی جانب کو ترجیح نہ ہونے کی وجہ سے اطمینان قلب نہ ہو تو فقہاء متقدمین میں سے کسی کے قول کی طرف رجوع کرتے۔ پس اگر دو قول ہوتے تو زیادہ پختہ قول کو اختیار کرتے۔ خواہ مدینہ والوں کا ہو یا کوفہ والوں کا اور اہل تخریج (جو امام کے اقوال سے مسئلہ نکال کر بتلائے) وہ جس مسئلہ میں صریح قول نہ پاتے مذہب میں اجتہاد کر کے مسئلہ بتاتے اور یہ لوک اپنے اماموں کے مذہب کی طرف نسبت کئے جاتے مثلاً کہا جاتا ہے فلاں شافعی ہے اور فلاں حنفی ہے اور کبھی اہلحدیث کو بھی بہت مسائل میں کسی مذاہب کے موافق ہونے کی وجہ سے اس مذہب کی نسبت کرتے جیسے نسائی اور بیہقی، شافعی کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں پس اس وقت قاضی اور مفتی مجتہد ہی ہوتا تھا۔ اور مجتہد ہی کا نام فقیہ رکھتے تھے پھر ان زمانوں کے بعد اور لوگ پیدا ہو گئے۔ جو دائیں بائیں جانے لگے اور کئی امور ان میں نئے پیدا ہو گئے جن سے جھگڑا اور خلاف بھی ہے جو علم فقہ میں ہے۔‘‘

■ حدیث کے مقابلہ میں مفتی کے قول یا فتویٰ کی کوئی اہمیت نہیں:

چونکہ یہ بات (یعنی خیر قرون کا طریق) بھی مسلم ہے اس لیے انہی تین چار حوالوں پر اکتفاء کر کے یہ بتلاتے ہیں کہ حدیث رسول کے مقابلے میں کسی مفتی کے فتویٰ یا کسی کے قول کی رعایت ہوتی تھی یا نہ۔

شاہ ولی اللہ صاحب انصاف کے ص 60 میں لکھتے ہیں:

"وقد تواتر عن الصحابة والتابعين انهم كانوا اذا بلغهم الحديث يعلمون به من غير ان يلاحظوا شرطا"(12)

"صحابہ اور تابعین سے یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ جب ان کو حدیث پہنچتی تو اس پر عمل کرتے بغیر اس کے کہ کسی شرط کی رعایت کریں۔"

دارمی کے ص 44 میں ہے:

"قال ابن عباس اما تخافون ان تعذبوا او يخسف بكم ان تقولوا قال الله صلعم وقال فلان "(13)

"یعنی ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تم ڈرتے نہیں کہ عذاب کئے جاؤ یا زمین میں دھنسائے جاؤ۔ اس بات پر کہ تم کہتے ہو رسول اللہ ﷺ نے کہا اور فلاں نے کہا یعنی رسول اللہ ﷺ کے بالمقابل فلاں کا ذکر کرتے ہو۔"

■ حدیث کے مقابلہ میں ابو بکرؓ اور عمرؓ کی رائے پر عمل کرنا ہلاکت کا سبب ہے:

تذکرۃ الحفاظ جلد 3 ص 53 میں محمد بن عبد المالک کے ترجمہ میں ہے:

"عن ابن عباس قال: تمتع رسول الله ﷺ فقال عروة: نهى أبو بكر وعمر عن المتعة؛ فقال ابن عباس: ما تقول عرية؟ قال: نهى أبو بكر وعمر عن المتعة؛ فقال أراهم سيهلكون, أقول: قال رسول الله ﷺ ويقولون أبو بكر وعمر. قال ابن حزم: إنها لعظيمة ما رضي بها قط أبو بكر وعمر رضي الله عنهما "(14)

"یعنی ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمتع کیا عروہ نے کہا ابو بکر و عمرؓ نے تمتع سے منع کیا ابن عباسؓ نے کہا کہ اے عروہ تو کیا کہتا ہے کہا ابو بکرؓ و عمرؓ نے منع کیا ابن عباسؓ نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ عنقریب ہلاک ہو جائیں گے میں کہتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے کہا اور یہ کہتے ہیں: ابو بکرؓ و عمرؓ نے کہا۔ ابن حزم کہتے ہیں یہ بہت بڑی بات ہے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کبھی اس کو پسند نہ کرتے۔"

■ عبد اللہ بن عمرؓ کی غیرت:

ترمذی طبع مجتبائی کے ص 101 میں ہے:

«عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، وَهُوَ يَسْأَلُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ التَّمَتُّعِ بِالعُمْرَةِ إِلَى الحَجِّ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: هِيَ حَلَالٌ، فَقَالَ

الشَّامِيُّ: إِنَّ أَبَاكَ قَدْ نَهَى عَنْهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: " أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَبِي نَهَى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَأَمْرَ أَبِي نَتَّبِعُ؟ [ص:177] أَمْ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟، فَقَالَ الرَّجُلُ: بَلْ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «لَقَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ»(15)

''ابن شہاب سے روایت ہے کہ سالم بن عبداللہ نے ایک شخص کو اہل شام سے سنا کہ عبداللہ بن عمرؓ سے تمتع کی بابت سوال کرتا ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا حلال ہے۔ سائل نے کہا تیرے باپ (عمرؓ) نے تو اس سے منع کیا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا بھلا یہ بتلا کہ میرے باپ نے اس سے روکا ہو اور رسو اللہ ﷺ نے کیا ہو تو کیا میرے باپ کا حکم مانا جائے گا۔ یا رسول اللہ ﷺ ۔سائل نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: بس پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو کیا ہے۔''

نیز ترمذی طبع مجتبائی کے ص 110 میں ہے:

"وَسَمِعْتُ أَبَا السَّائِبِ يَقُولُ: " كُنَّا عِنْدَ وَكِيعٍ، فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ مِمَّنْ يَنْظُرُ فِي الرَّأْيِ: أَشْعَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَيَقُولُ أَبُو حَنِيفَةَ هُوَ مُثْلَةٌ؟ قَالَ الرَّجُلُ: فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: الإِشْعَارُ مُثْلَةٌ، قَالَ: فَرَأَيْتُ وَكِيعًا غَضِبَ غَضَبًا شَدِيدًا، وَقَالَ: أَقُولُ لَكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتَقُولُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ، مَا أَحَقَّكَ بِأَنْ تُحْبَسَ، ثُمَّ لَا تَخْرُجَ حَتَّى تَنْزِعَ عَنْ قَوْلِكَ هَذَا" (16)

''میں نے ابو السائب سے سنا کہتے تھے کہ ہم وکیع کے پاس تھے وکیع نے ایک شخص اہل رائے کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اشعار کیا ہے۔ اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ یہ مثلہ ہے اس شخص نے کہا ابراہیم نخعی نے بھی اسی طرح کہا ہے وکیع بڑے جوش میں آ گئے اور فرمایا کہ میں کہتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو کہتا ہے ابراہیم نے کہا کس قدر لائق ہے کہ تو قید کیا جائے پھر قید سے نہ نکالا جائے یہاں تک کہ اس بات سے توبہ کرے۔''

مسلم جلد اول انصاری ص 48 میں ہے:

«أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ حَدَّثَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي رَهْطٍ مِنَّا وَفِينَا بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ يَوْمَئِذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ قَالَ أَوْ قَالَ الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّا لَنَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَوْ الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةً وَوَقَارًا لِلَّهِ وَمِنْهُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتَّى احْمَرَّتَا عَيْنَاهُ وَقَالَ أَلَا أَرَانِي أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صل ﷺ وَتُعَارِضُ فِيهِ قَالَ فَأَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيثَ قَالَ فَأَعَادَ بُشَيْرٌ فَغَضِبَ عِمْرَانُ قَالَ فَمَا زِلْنَا نَقُولُ فِيهِ إِنَّهُ مِنَّا يَا أَبَا نُجَيْدٍ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ»(17)

"یعنی ابو قتادہ سے روایت ہے کہ ہم اپنی جماعت کے ساتھ عمران بن حصین کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور بشیر بن کعب بھی موجود تھے عمرانؓ نے اس روز ایک حدیث بیان کی کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء بالکل خیر ہی خیر ہے بشیر بولے ہم نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ حیاء سے سنجیدگی اور وقار الٰہی پیدا ہوتا ہے اور کبھی کمزوری بھی، یہ سن کر عمران کی آنکھیں غصہ کے مارے سرخ ہو گئیں اور کہنے لگے میں تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کرتا ہوں اور تم اس کے خلاف بیان کرتے ہو یہ کہہ کر عمران نے دوبارہ حدیث بیان کی بشیر نے دوبارہ وہی بات کہی عمران غضبناک ہو گئے عمران کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے ہم برابر کہتے رہے اے ابو نجید (یہ ان کی کنیت تھی) یہ ہم میں سے ہی ہیں کوئی حرج نہیں۔

اس قسم کے تشددات سلف کے حدیث کی بابت بہت تھے دیکھئے ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرؓ نے عورتوں کے مسجد میں جانے کی بابت حدیث سنائی تو ان کے بیٹے نے کہا وہ بہانہ بنالیتی ہیں ہم تو روکیں گے بس اتنی بات پر ایسے سخت ناراض ہوئے کہ مرتے دم تک اس سے کلام نہیں کی کیونکہ ایمان کا تقاضہ یہ نہیں کہ حدیث کے سامنے انسان چوں چرا کرے یا کسی کے قول اور فتویٰ کی رعایت رکھے اسی واسطے امام مالک کہتے ہیں ایسا کوئی شخص نہیں جس کی باتیں لی جائیں مگر صاحب اس قبر کا یعنی رسول اللہ ﷺ ہاں اگر قرآن وحدیث سے واقف نہ ہو تو کسی سے پوچھ لے لیکن التزام ایک کا نہ کرے بلکہ جس سے اتفاق پڑے پوچھ لے اور پوچھے بھی یوں کہ اس مسئلہ میں خدا رسول کا حکم ہے نہ یوں کہ فلاں امام کا کیا مذہب ہے کیونکہ صحابہ کے زمانہ میں ایک مذہب کا التزام نہ تھا نہ کوئی یہ خیال رکھتا تھا نہ قرآن وحدیث میں ایک کی تعیین کی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مطلق فرمایا ہے: ﴿ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾[18]

یعنی اگر تمہیں علم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ لو۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: «انما شفاء العی السوال»[19] یعنی جہالت کی شفاء پوچھنا ہے ایک مذہب کی تعیین کرنا اس آیت وحدیث کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک کی تعیین کی ہے نہ رسول اللہ ﷺ نے بلکہ آیت وحدیث میں مطلق ہے تو اب کسی دوسرے کو کیا اختیار ہے کہ وہ تعیین کرے۔

■ **تقلید کے متعلق حافظ عبداللہ محدث روپڑی کا نقطۂ نظر:**

حافظ عبداللہ روپڑی کا تقلید کے بارے میں نقطہ نظر یہ ہے کہ عالم کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام مسائل میں کسی بھی ایک شخصیت پر محدود نہ رہے بلکہ راجح دلیل کی حامل شخصیت کے موقف کو اپنائے جیسا کہ صحابہ کرامؓ کے دور میں تھا صحابہ کرامؓ ایک مسئلہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھتے اور ان کی رائے پر عمل کرتے تو دوسرا مسئلہ حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھتے اور تیسرا مسئلہ حضرت عائشہؓ سے پوچھتے کسی نے بھی کسی شخصیت کو متعین نہیں کیا تھا اسی طرح کا عمل اگر آج بھی دوہرایا جائے تو صحابہ کرامؓ کی یاد تازہ ہو جائے جبکہ عامی کے لیے کسی شخصیت کو متعین کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

■ **اصحاب صحاح ستہؒ :**

● **سوال:** مفتی عظیم بھیروی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اصحاب صحاح ستہ مقلد تھے۔کیا یہ صحیح ہے؟

● **جواب:** اصحاب صحاح ستہ کو مقلد سمجھنا ڈبل غلطی ہے۔ حجتہ اللہ البالغہ میں ہے کہ اصحاب صحاح ستہ کو اکثر مسائل میں موافقت کی وجہ سے شافعیؒ کی طرف نسبت کیا جاتا ہے ۔یعنی ان کا بہت سے مسائل میں اجتہاد امام شافعیؒ کے موافق ہو گیا ورنہ یہ مقلد نہ تھے۔اس طرح شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کا اجتہاد اکثر مسائل میں امام احمدؒ کے موافق ہو گیا۔اس لیے ان کو امام احمدؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔اس سے انسان مقلد تھوڑا ہی بنتا ہے یہ بزرگ سب مجتہد ہی تھے۔

عبداللہ امر تسری 6 جنوری 1939ء

● **سوال :** شاہ ولی اللہ تقلید کو واجب کہتے ہیں۔مولوی فضل عظیم بھیروی نے جواز تقلید کی یہی دلیل دی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

● **جواب:** تقلید کی نسبت شاہ ولی اللہ کا قول بحوالہ انصاف وکانو ھوالواجب فی ذلک الزمان۔انہوں نے نقل کیا ہے حالانکہ انصاف میں اس کا نام و نشان نہیں۔ ہاں عقد الجید میں ہے مگر انصاف اس کے بعد کا ہے اس میں اہل حدیث مذہب کو ترجیح دی ہے۔خاص کر حنفی مذہب کے متعلق انصاف ص 79 میں لکھا ہے کہ ان میں تیسری صدی کے بعد اجتہاد ختم ہو گیا کیونکہ مجتہد محدث ہوتا ہے۔وکان اشتغالھم یعلم الحدیث قلیل قدیما وحدیثا یعنی ان کا شغل علم حدیث سے ہمیشہ کم رہا ہے اور عقد الجید کی عبارت مذکورہ بھی در حقیقت ایسے ہی لوگوں کے لیے تھی۔ مگر تقلید شخصی کی پھر بھی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ﴿ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا

تَعْلَمُوْنَ﴾ پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ تمام شریعت کا ذمہ دار ایک کو بنا دینا کسی طرح صحیح نہیں۔ بلکہ جس سے موقعہ ملے پوچھ لے جیسے سلف میں دستور تھا۔ اس لیے شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید کے اس مقام میں لکھا ہے کہ ایک بڑی جماعت علماء کی ہمیشہ چلی آئی ہے جو مذاہب سے ایک کی پابند نہ تھی۔

عبداللہ امرتسری 6 جنوری 1939ء 13 ذی قعدہ 1353ھ

● **سوال:** شاہ اسماعیل شہید نے صراط مستقیم میں لکھا ہے؟

اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام است۔ بہتر وخوب است

مگر ایضاح میں معین کی تقلید کو بدعت حقیقیہ میں شمار کیا ہے۔۔۔ اس اختلاف کی وجہ کیا ہے۔

● **جواب:** اتباع مذاہب اربعہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ایک مذہب کا تعین اور التزام نہ کرے بلکہ جس کا مسئلہ راجح معلوم ہو لے لے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ سہولت کے طور پر ایک کا تعین کرے مگر اس تعین کو حکم شرعی نہ سمجھے اور کبھی دوسرے مذہب پر بھی عمل کرے۔ صراط مستقیم کی عبارت میں ان ہر دو مفہوم کا احتمال ہے اور ایضاح کی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ اگر اس تعین کو حکم شرعی سمجھے تو یہ بدعت حقیقیہ ہے اور ماتہ مسائل کی عبارت میں بھی یہی دونوں احتمال ہیں۔ کیونکہ آگے چل کر ماتہ مسائل سے مذاہب اربعہ کے اختلاف کے متعلق کہا ہے کہ یا یہ صحابہؓ کا اختلاف ہے یا قیاس رائے کا اختلاف ہے ظاہر ہے کہ صحابہؓ کے اختلاف کے وقت جب کوئی کسی صحابی کا قول لیتا تو یہ سمجھ کر نہیں لیتا تھا کہ مجھے اسی کے قول لینے کا شرعی حکم ہے یا اس کا تعین کرنا شرعاً ضروری ہے بلکہ آیت کریمہ ﴿ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ کے تحت کسی صحابیؓ کا قول لے لینا اور یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ کے زمانہ میں مسائل کے لیے ایک شخص مقرر نہ تھا بلکہ مسئلہ میں ایک کا قول لیتے تو دوسرے مسئلہ میں دوسرے کسی اور کا قول لیتے۔ اگر اب بھی اسی طرح ہو تو بفضل خدا صحابہ کرامؓ کی یاد تازہ ہو جائے۔ واللہ الموفق (عبدالقادر حصاری)[20]

● **سوال:** تقلید شخصی کو شرعی حکم سمجھنے والا اہل بدعت سے ہے یا نہیں؟

● **جواب:** جو شخص تقلید شخصی کو شرعی حکم سمجھتا ہے۔ اس کو امام نہیں بنایا چاہیے ہاں اگر کہیں نماز پڑھا رہا ہو تو اس کے ساتھ شامل ہونے کی صورت میں نماز ادا ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ کافر نہیں زیادہ سے زیادہ

تقلید شخصی کو شرعی حکم سمجھنے کی وجہ سے وہ اہل بدعت میں شمار ہو سکتا ہے ۔اور اہل بدعت کو اگرچہ امام بنانا درست نہیں۔ لیکن کہیں اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقعہ مل جائے تو نماز ہو جائے گی چنانچہ اشتہار امامت مشرک میں اس کی پوری تفصیل کر دی ہے۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ 23 جمادی الآخری 1352ھ

- **سوال:** کیا احادیث کے صحت وضعت میں اقوال محدثین کو ماننا تقلید ہے؟

غلام رسول از راہوں ضلع جالندھر

- **جواب:** مسلم الثبوت میں جو حنفیہ کے فقہ اصول کی معتبر کتاب ہے اور درس میں داخل ہے اس میں تقلید کی یہی تعریف کر کے لکھا ہے:

"ليس الرجوع الى الرسول والاجماع والعامى الى المفتى والقاضى الى العدول بتقليدلقيام الحجة"

"یعنی رسول اور اجماع کی طرف رجوع کرنا اور عامی کا مفتی کی بات کو ماننا اور حاکم کا گواہوں یا گواہوں کی توثیق کرنے والوں کی بات کو ماننا تقلید نہیں۔ بوجہ قائم ہونے دلیل کے۔"

پس اہل حدیث کا کتب اسماء الرجال کو راویوں کی توثیق کے لیے دیکھنا تقلید نہ ہوا کیونکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے حاکم گواہوں یا گواہوں کی توثیق کے لیے معتبر آدمیوں سے دریافت کرتا ہے پس جیسے حاکم گواہوں کا یا ان معتبر آدمیوں کا مقلد نہیں کہلاتا اس طرح اہل حدیث کو سمجھ لینا چاہیے۔(21)

عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم از روپڑ 7 جون 1940ء

- **سوال:** کیا شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبدالعزیز مقلد تھے؟
- **جواب:** شاہ ولی اللہؒ آخر میں ادھر ہی مائل ہو گئے۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے چار مصلوں کی مذمت لکھی ہے جو بیت اللہ میں قائم کیے گئے تھے۔ ملاحظہ ہو تفسیر عزیزی زیر آیت کریمہ ﴿وما الله بغافل عمّا تعملون﴾ نیز شاہ ولی اللہؒ کا وصیت نامہ دیکھیے۔ انہوں نے اولاد کو تقلید سے روکا ہے۔

عبداللہ امرتسری 12 ذی قعدہ 1353ھ

- **سوال:** مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم اپنے آپ کو حنفی اہل حدیث کہلاتے تھے۔ اس کی کیا وجہ ہے کیا مولانا نذیر حسین محدث دہلوی بھی تقلید شخصی کو صحیح سمجھتے تھے؟

- **جواب:** مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم جس معنی سے حنفی اہل حدیث کہلائے اس معنی سے تقلید شخصی کی شرعی حیثیت کچھ نہیں رہتی۔ کیونکہ اہل حدیث کے ساتھ حنفیت کے اضافہ کا صرف یہ مطلب ہے کہ جو مسئلہ قرآن وحدیث سے نہ ملے اس میں اپنی رائے سے کسی امام کا قول لینا بہتر ہے اور ہندوستان میں چونکہ حنفی مذہب زیادہ مروج ہے اس لیے انہی کی موافقت ان کو انسب معلوم ہوئی۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی اور زیادہ مذہب مروج ہوتا۔ تو اس کی موافقت کرتے گویا تقلید شخصی شرعاً کوئی شے نہیں۔ صرف رواجی شے ہے اور وہ بھی صرف اس وقت جبکہ قرآن وحدیث سے کوئی مسئلہ نہ ملے۔ اگرچہ ہم اس سے بھی مولانا محمد حسین مرحوم کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ رواج سے متاثر ہونا علم کی شان نہیں۔ بلکہ جس عالم کا قول کسی وجہ سے راجح اور انسب معلوم ہو لے لیا جائے۔ نیز ہمیشہ ایک قول لینے میں عوام کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ شاید ہر مسئلہ میں یہی مذہب حق ہے۔ چنانچہ تقلید شخصی دنیا میں اس طرح پھیلی پھولی اور آپ کو بھی مولوی محمد حسین مرحوم کی حنفیت کے اضافہ سے دھوکا لگا ہے۔ اس لیے ہمارا کہنا تو یہی ہے کہ مولوی محمد حسین مرحوم نے غلطی کی۔ لیکن اگر آپ یا دیگر حنفی مولوی محمد حسین مرحوم کی روش اختیار کر لیں تو قریباً سارے مرحلے طے ہو جائیں۔ اور وہ صرف انیس بیس کا فرق رہ جائے۔[22] عبداللہ امرتسری

- **سوال:** کیا شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ حنبلی مقلد تھے؟

- **جواب:** شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو حنبلی کہنا غلطی ہے امام شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ولی مقلد نہیں ہوتا علاوہ ازیں وہ دو اماموں کے مذہب پر فتوی دیتے تھے۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ تقلید شخصی کے قائل نہیں تھے بلکہ دلیل کی رو سے جس کا مذہب راجح قرار پاتے اس پر فتوی دیتے اور امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب پر خاتمہ کا یہ مطلب ہے کہ اہل حدیث کے مذہب پر خاتمہ کر۔ کیونکہ امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب اوروں کی نسبت قرآن وحدیث کے زیادہ قریب ہے نیز وہ اصل اہل حدیث تھے اس لئے شاہ ولی اللہ □ نے انصاف میں ان کو محقق اہل سنت شمار کیا ہے۔[23] (عبداللہ امرتسری 18 رجب 1359ھ)

حوالہ جات

1. روپڑی، عبداللہ، محدث، حافظ، فتاوی اہلحدیث، سرگودھا، ادارہ احیاء السنۃ، 2010ء، جلد 1، ص 56-57
2. روپڑی، عبداللہ، محدث، حافظ، فتاوی اہلحدیث، سرگودھا، ادارہ احیاء السنۃ، 2010ء، جلد 1، ص 57-58

3. روپڑی،عبداللہ، محدث،حافظ، فتاوی اہلحدیث، سرگودھا،ادارہ احیاء السنۃ،2010ء، جلد1، ص58

4. روپڑی،عبداللہ، محدث،حافظ، فتاوی اہلحدیث، سرگودھا،ادارہ احیاء السنۃ،2010ء، جلد1، ص58-59

5. شوکانی، محمد بن علی، القول المفید فی أدلۃ الاجتھاد والتقلید، دار القلم، الکویت، طبع اول،1396ھ، جلد1، ص42-43

6. روپڑی،عبداللہ، محدث،حافظ، فتاوی اہلحدیث، سرگودھا،ادارہ احیاء السنۃ،2010ء، جلد1، ص61

7. ایضاً

8. سہالوی، عبد العلی محمد بن نظام الدین د، فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، بیروت، دار الکتب العلمیۃ،2002ء، ص360

9. دہلوی، شاہ ولی اللہ، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، لاہور، المکتبۃ العلمیۃ، طبع اول، 1971ء، ص59

10. دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، مترجم عبد الرحیم، لاہور، قدیمی کتب خانہ،1983ء، جلد1، ص260

11. روپڑی،عبداللہ، محدث،حافظ، فتاوی اہلحدیث، سرگودھا،ادارہ احیاء السنۃ،2010ء، جلد1، ص65

12. دہلوی، شاہ ولی اللہ، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، لاہور، المکتبۃ العلمیۃ، طبع اول، 1971ء، ص60

13. الدارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمن، ابو محمد، مسند دارمی، دار المغنی للنشر والتوزیع، مملکۃ العربیۃ السعودیۃ ،2000ء، ص44

14. الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، ابو بعد اللہ تذکرۃ الحفاظ، دار احیاء التراث العربی،1956ء، جلد3، ص53

15. ترمذی، محمد بن عیسی، ابو عیسی، سنن ترمذی، طبع مجتبائی، ص101

16. ترمذی، محمد بن عیسی، ابو عیسی، سنن ترمذی، طبع مجتبائی، ص110

17. مسلم بن الحجاج، ابو الحسن، صحیح مسلم، دار السلام الریاض،،2000ء، کتاب الایمان، ، رقم الحدیث:37

18. النحل16: 43

19. تبریزی، محمد بن عبد اللہ، ابو عبد اللہ، الخطیب، مشکوۃ المصابیح، بیروت، المکتب الاسلامی،،1985ء، جلد1، ص165

20. روپڑی،عبداللہ، محدث،حافظ، فتاوی اہلحدیث، سرگودھا،ادارہ احیاء السنۃ، 2010ء، جلد1، ص103

21. روپڑی،عبداللہ، محدث،حافظ، فتاوی اہلحدیث، سرگودھا،ادارہ احیاء السنۃ،2010ء، جلد1، ص101

22. روپڑی،عبداللہ، محدث،حافظ، فتاوی اہلحدیث، سرگودھا،ادارہ احیاء السنۃ،2010ء، جلد1، ص108-109

23. روپڑی،عبداللہ، محدث،حافظ، فتاوی اہلحدیث، سرگودھا،ادارہ احیاء السنۃ،2010ء، جلد1، ص14

Referances

1. Ropari, Abdullah, Muhaddith, Hafiz, Fatawi Ahl Hadith, Sargodha, Institutul Ihya Sunnah, 2010, volumul 1, pp. 56-57
2. Ropari, Abdullah, Muhaddith, Hafiz, Fatawi Ahl Hadith, Sargodha, Institutul Ihya Sunnah, 2010, Volumul 1, pp. 57-58
3. Ropri, Abdullah, Muhaddith, Hafiz, Fatawi Ahl Hadith, Sargodha, Ihya Sunnah Institute, 2010, Volumul 1, p. 58

4. Ropari, Abdullah, Muhaddith, Hafiz, Fatawi Ahl Hadith, Sargodha, Institutul Ihya Sunnah, 2010, volumul 1, pp. 58-59
5. Shukani, Muhammad bin Ali, Qual al-Mufid fi Adalah al-Ijtihad wa Taqlid, Dar al-Qalam, Kuweit, Prima ediţie, 1396 AH, Volumul 1, pp. 42-43
6. Ropari, Abdullah, Muhaddith, Hafiz, Fatawi Ahl Hadith, Sargodha, Ihya Sunnah Institute, 2010, volumul 1, p. 61
7. De asemenea
8. Sahlawi, Abd al-Ali Muhammad bin Nizam al-Din d., Fuatah al-Rhumot în Sharh Muslim al-Thawbut, Beirut, Dar al-Kutub al-Alamiyyah, 2002, p. 360
9. Dehlavi, Shah Waliullah, Al-Insaf fi Bayan Sub al-Difhal, Lahore, Al-Muktab Al-Ulamiyyah, Prima ediţie, 1971, p. 59
10. Dehlavi, Shah Wali Allah, Hajjatullah al-Balaga, tradus de Abdul Rahim, Lahore, Qudi Kitab Khana, 1983, vol. 1, p. 260
11. Ropri, Abdullah, Muhaddith, Hafiz, Fatawi Ahl Hadith, Sargodha, Ihya Sunnah Institute, 2010, volumul 1, p. 65
12. Dehlavi, Shah Waliullah, Al-Insaf fi Bayan Sub al-Difhal, Lahore, Al-Muktab Al-Ulamiyyah, Prima ediţie, 1971, p. 60
13. Al-Darmi, Abdullah bin Abd al-Rahman, Abu Muhammad, Musnad Darmi, Dar al-Mughani pentru publicare şi distribuire, Regatul Arabiei Saudite, 2000, p. 44
14. Al-Dhahabi, Shams al-Din Muhammad bin Ahmad, Abu-Budallah Tazkirat al-Nab, Dar Ihya al-Tarath al-Arabi, 1956, vol. 3, p. 53
15. Tirmidhi, Muhammad bin Isa, Abu Isa, Sunan Tirmidhi, Tabab al-Mujtabai, p. 101
16. Tirmidhi, Muhammad bin Isa, Abu Isa, Sunan Tirmidhi, Tabab al-Mujtabai, p. 110
17. Muslim bin al-Hajjaj, Abu al-Hasan, Sahih Muslim, Dar al-Salam al-Yaz, 2000, Kitab al-Iman, Number of Hadith: 37
18. Al-Nahl 16: 43
19. Tabrizi, Muhammad bin Abdullah, Abu Abdullah, Al-Khatib, Mishkwat al-Masabih, Beirut, Al-Muktab al-Islami, 1985, vol. 1, p. 165
20. Ropri, Abdullah, Muhaddith, Hafiz, Fatawi Ahl Hadith, Sargodha, Ihya Sunnah Institute, 2010, volumul 1, p. 103
21. Ropri, Abdullah, Muhaddith, Hafiz, Fatawi Ahl Hadith, Sargodha, Ihya Sunnah Institute, 2010, Volumul 1, p. 101
22. Ropri, Abdullah, Muhaddith, Hafiz, Fatawi Ahl Hadith, Sargodha, Institutul Ihya Sunnah, 2010, Volumul 1, pp. 108-109
23. Ropri, Abdullah, Muhaddith, Hafiz, Fatawi Ahl Hadith, Sargodha, Institutul Ihya Sunnah, 2010, Volumul 1, Pagina 14